© rasailojaraid.com

تقویٰ

مولانا داؤد اکبر اصلاحی

اللہ تعالیٰ کے ان تمام انعامات میں جو ہم پر ہوئے ہیں اس کا سب سے بڑا انعام وہ ہے جس کو دنیا قرآن مجید کے نام سے جانتی ہے۔ سوال ہو سکتا ہے کہ اس سب سے بڑی نعمت کے اندر وہ چیز کیا ہے جو اس کی تمام تعلیمات کی اصلی روح اور حقیقت ہے؟ ممکن ہے کہ اس کے جواب میں لوگ مختلف ہو جائیں اور جتنے منہ ہیں اتنی ہی باتیں بھی ہوں لیکن ہمارا یقین ہے کہ شریعت الٰہیہ کی اصلی روح' تقویٰ ہے اس کا استحکام پوری شریعت کا استحکام اور اس کا انہدام پوری شریعت کا مسمار ہو جانا ہے۔ اس کے بغیر نہ تو عقائد وکلیات دین ہی میں پختگی آسکتی ہے۔ نہ اخلاق و اعمال ہی درست ہو سکتے ہیں۔

مسلمانوں کے عقائد میں کیوں ضعف نظر آرہا ہے؟ ان کے قلوب ایمان کی حرارت سے کیوں خالی ہیں؟ اور ان کے اعمال رسوم و عادات کے سانچے میں کیوں ڈھل گئے ہیں؟ اور پھر یہ کہ ہم پر سراسیمگی اور مردنی کیوں طاری ہے؟ اس کی محض ایک وجہ ہے، وہ یہ کہ ہمارے اندر سے وہ روح نکل گئی جس پر ہماری دینی و دنیاوی ترقی کا مدار تھا۔ یعنی تقویٰ جو تمام اسلامی اعمال کی اصل حقیقت ہے۔

تقویٰ کا مفہوم

تقویٰ دل کی اس کیفیت کو کہتے ہیں جس سے انسان کا ضمیر بیدار رہتا ہے گویا اس کے اندر برے کاموں سے روکنے اور اچھے کاموں کی دعوت دینے کے لیے ایک پہرہ دار بیٹھ گیا ہے۔ یہ جس دل کو اپنا نشیمن بنا لیتا ہے اس کے اندر حق کے لیے ایک جوشِ طلب برابر ابلتا رہتا ہے اور باطل کے لیے مخالفت کی آگ ہر وقت بھڑکتی رہتی ہے بظاہر بیں اسے جنون و دیوانگی اور نہ جانے کیا کیا سمجھتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَذٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ حالانکہ یہ مومن کے دل میں خدا کا جلایا ہوا چراغ ہے جس کی روشنی میں وہ حدود اللہ کا نہایت شدت سے لحاظ رکھتا ہے، اور ہر آن اپنے تمام حرکات و سکنات کا جائزہ لیا کرتا ہے اس کے بعد نہ تو اسے کسی پہرہ دار کی ضرورت ہے اور نہ کسی محتسب کی، اس لیے کہ اس کے قلب میں تقویٰ کی روح کارفرما ہو گئی ہے۔

تقویٰ اول بھی ہے اور آخر بھی

جو لوگ قرآن مجید غور سے پڑھتے ہیں ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ تقویٰ شریعت کی اساس بھی ہے اور اس کے کونے کی آخری اینٹ بھی۔ اسے دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ تقویٰ کا وجود شرائع کے اذعان کا محرک بھی ہے اور ان کے حرکت میں آنے کا مقصود بھی، چنانچہ قرآن مجید میں بیشمار جگہ ان دونوں حقیقتوں کو مختلف طریقوں سے واضح کیا گیا ہے۔ استدلال میں پہلے ہم وہ آیات نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہو گا کہ تقویٰ بنائے شریعت ہے سورۂ بقرہ میں ہے:۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ	ڈرنے والوں کے لیے ہدایت ہے جو
بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا	ایمان لاتے ہیں بن دیکھے اور نماز قائم کرتے ہیں
رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ	اور ہماری دی ہوئی روزی راہِ خدا میں خرچ
بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن	کرتے ہیں اور جو کچھ تم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ
قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ	تم سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں
(بقرہ - ۲-۴)	اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

دیکھئے مذکورہ بالا آیات میں تقویٰ کو ایمان باللہ، ایمان بالکتاب اور ایمان بالآخرت کی اصل قرار دیا ہے یعنی تقویٰ ہی شریعت الٰہیہ کی راہ میں قدم اول ہے دوسرے لفظوں میں اسے یوں سمجھئے کہ شریعت کے احکام پر ایمان و اذعان اسی وقت ممکن ہے جب انسان کا ضمیر بیدار ہو، غفلت و سرمستی کے تو بر تو پردے اس پر سے ہٹ گئے ہوں چنانچہ صدر اسلام میں ایسا ہی ہوا۔ وہ لوگ جن کے قلوب میں تقویٰ کی کچھ بھی روشنی تھی آفتاب اسلام کے طلوع ہوتے ہی جگمگا اٹھے نور علیٰ نور، لیکن جن کے قلوب اس سے محروم تھے وہ اس فطری نور کو دیکھ کر اندھے ہو گئے ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فَوْقَ بَعْضٍ۔

سورہ طٰہٰ میں ہے۔

مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى	ہم نے تم پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا ہے
اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى	کہ (اپنی جان) مصیبت میں ڈال دو بلکہ یہ ڈرنے
(طٰہٰ : ۲-۳)	والوں کے لیے یاد دہانی ہے۔

اس آیت میں بھی وہی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ یعنی قرآن مجید ایک صحیفہ فطرت ہے۔ اس کی آواز دل کی آواز ہے۔ اس کی تعلیم دل کی ترجمان ہے۔ لیکن اس کی دعوت پر یقین کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آئینۂ دل ہر طرح کی کثافتوں سے مجلیٰ اور خشیت و تقویٰ کی روشنی سے منور ہو۔ ایک دوسری جگہ یوں ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ	ایمان والو! جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی
اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ	اور کھیل بنا رکھا ہے ان لوگوں میں سے جن کو
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ	تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے اور کفار کو
وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ	دوست نہ بناؤ اور اگر تم سچ مچ کے مومن ہو
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (مائدہ: ۵۷)	تو خدا سے ڈرتے رہو۔

دیکھئے مذکورہ بالا آیت میں تقویٰ کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے یعنی بغیر اس کے نہ تو عقائد کا استحکام ممکن ہے اور نہ اعمال کی درستگی۔

ایک اور مقام پر تقویٰ کے حدود نہایت شرح و بسط کے ساتھ مذکور ہیں۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ	نیکی اس میں نہیں ہے کہ اپنا منہ مشرق کی جانب
قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ	کرو یا مغرب کی طرف، بلکہ اصلی نیکی ان کی ہے
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ	جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتوں اور کتابوں
الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى	اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مال کو اس کی
الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى	محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں
وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ	اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا اور گردنوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (بقرہ: ۱۷۷)

کے چھڑانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دیتے رہے اور جب اقرار کرلیا تو اپنے قول کے پورے اور تنگی میں اور تکلیف اور لڑائی کے وقت میں ثابت قدم رہے یہی لوگ سچے ہیں اور یہی تقویٰ والے ہیں۔

مذکورہ بالا آیات میں تقویٰ کو شریعت غرار کے تمام ابواب کا، خواہ عقائد سے متعلق ہوں یا اخلاقیات سے، تزکیہ اعمال کی بابت ہوں یا تزکیۂ قلوب کے، سرچشمہ قرار دیا ہے۔ بغیر اس کے نہ تو عقائد میں استحکام ہوسکتا اور نہ اخلاق میں پختگی آسکتی، یہی ایک طرف قلوب کو ایمان کی روشنی سے مالامال کردیتا ہے اور دوسری طرف اعمال کو اخلاص کی روح سے معمور کردیتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر یوں مذکور ہے۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (یونس: ۶۲-۶۳)

یاد رکھو کہ مقربین الٰہی پر نہ خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہی لوگ ایمان والے اور تقویٰ والے ہیں۔

مذکورہ بالا آیات میں ایمان کو تقویٰ کے ساتھ ملا دیا ہے ایسا اس لیے کیا گیا ہے کہ ایمان کی اصلی روح تقویٰ ہے۔

ایک دوسری جگہ یوں مذکور ہے:۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (مائدہ: ۲۷)

اور ان کو آدم کے بیٹوں کا قصہ سنا دو جب کہ دونوں نے خدا کی جناب میں نیازیں چڑھائیں پس ان میں سے ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو کہا میں تجھے قتل کرکے رہوں گا اس نے جواب دیا اللہ تو اہل تقویٰ ہی کی نیازیں قبول کرتا ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے دربار میں کوئی پیشکش بغیر تقویٰ کے شرف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔

ایک اور مقام پر یوں مذکور ہے۔

يَا بَنِيْ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (اعراف : ۳۵)

اے آدم کے بیٹو جب تمہارے پاس تمہارے اندر سے پیغمبر پہنچیں ہمارے احکام پڑھ کر سناتے ہوئے پس جو تقویٰ اختیار کر کے اصلاح میں لگ جائے گا تو نہ تو ان پر کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ غم۔

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال خیر کا سرچشمہ یہی تقویٰ ہے۔ یہ جب دلوں میں جگہ پالیتا ہے تو آپ سے آپ ہر گوشہ سے نیک کاموں کی سوتیں جاری ہو جاتی ہیں۔

ایک اور مقام پر یوں مذکور ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (آل عمران : ۱۲۳)

غزوہ بدر میں اس نے تمہاری مدد کی حالانکہ تم دشمن کے مقابل میں بے حقیقت تھے۔ پس خدا سے ڈرو تاکہ شکر گزاری کرو۔

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ شکر کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور ایمان کی بنا شکر پر ہے یا یوں کہیئے کہ ایمان جذبۂ شکر کے اظہار کا نام ہے اس سے ایک اور حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے وہ یہ کہ تقویٰ درجہ میں ایمان اور شکر دونوں سے مقدم ہے۔

ایک اور مقام پر یوں مذکور ہے :۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَائِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى

اے مسلمانو! شعائر الٰہی کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ شہر حرام کی اور نہ قربانی کی اور نہ پٹے والے جانوروں کی اور نہ بیت حرام کے زائرین کی جو اپنے پروردگار کی برکت اور رضامندی کے بھوکے ہیں اور جب احرام سے باہر آؤ تو شکار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور بعض لوگوں نے جو تم کو حرمت والی مسجد سے روکا تھا تو یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (مائدہ: ۲)

عداوت ان پر کسی طرح کی زیادتی کرنے کی باعث نہ ہو اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور شرارت میں ہاتھ نہ بٹاؤ اور اللہ سے ڈرو کیونکہ خدا کا عذاب بہت ہی سخت ہے۔

ان آیات کے آخری ٹکڑے پر غور کیجئے۔ ایک اصولی بات بیان فرمادی کہ مسلمانوں کا اتحاد و تعاون ظلم و زیادتی کے کاموں کے لیے نہیں ہونا چاہیے۔ نیکی و تقویٰ کے کاموں کے لیے ہونا چاہیے۔ نیکی اور تقویٰ کے کام کیا ہیں؟ یہ معلوم کرنا مشکل نہیں ہے وہ تمام کام جن میں اللہ تعالیٰ کے خوف و محبت کی جلوہ گری ہو تقوی کے کام ہیں اور جن میں یہ روح نہ ہو، جن کے آغاز کا پہلا نقطہ خدا کی خشیت یا اس کی چاہ نہ ہو نفس کا دغدغہ اور دل کا وسوسہ ہو۔ وہ بر و تقویٰ کا کام نہیں ہے۔ جو کام بھی ہو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کو اٹھا کر سونگھ لیں، اس میں تقویٰ کی خوشبو آتی ہے یا نہیں؟ اگر آتی ہے اس کی طرف بڑھیں کیونکہ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اگر اس میں نفس اور جذبہ کی بو آتی ہے' اسے چھوڑ دیں کیونکہ ہمارے لیے پسندیدہ کاموں کی شناخت یہی ہے کہ ان میں تقویٰ کا رنگ موجود ہو شائبہ نفس نہ ہو آیت ذیل نے اس حقیقت کو پوری طرح کھول دیا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (مائدہ: ۸)

اے ایمان والو! اللہ کے لیے عدل کے ساتھ گواہی دینے کو آمادہ رہو اور لوگوں کی عداوت تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم عدل سے ہٹ جاؤ، عدل کرو اس لیے کہ یہی تقویٰ سے اقرب ہے اور خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ خدا تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اس آیت نے تقویٰ کی مرکزی حیثیت بالکل بے نقاب کر دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دین کے تمام اعمال کی اصلی روح تقویٰ ہے۔ جو عمل اس روح سے خالی ہو وہ ہمارے دین کا عمل نہیں ہے گویا تقویٰ ایک کسوٹی ہے جس پر ہم کو اپنے تمام اعمال پرکھنے چاہییں۔ جو سونا اس پر سچا نہ اترے وہ ٹکسال باہر ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ جان لینے کے بعد کہ تقویٰ وجود میں آکر ساری شریعت کو وجود میں لاتا ہے۔ یہ جاننا چاہیے کہ تقویٰ ساری شریعت کا خلاصہ بھی ہے یا دوسرے لفظوں میں اسے یوں کہیے کہ یہی غایت اسلام ہے۔ سورۂ بقرہ میں ہے:۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ: ۲۱)

اے لوگو! اپنے اُس خدا کی پرستش کرو جس نے تم کو اور تمہارے پہلوں کو وجود بخشا ہے تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔

مذکورہ بالا آیت سے عیاں ہے کہ اسلام کے فریضہ عبادت کا مقصد ہی اس روح تقویٰ کا پیدا کرنا ہے۔

روزہ کی بھی یہی غایت ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ: ۱۸۲)

مسلمانو! تم پر بھی روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے جیسے تم سے پہلے والوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

قربانی میں بھی یہی روح کارفرما ہونی چاہیے۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ (حج: ۳۷)

نہ تو خدا کو اس کا خون پہنچے گا اور نہ گوشت بلکہ اسے تمہارا تقویٰ پہنچے گا۔

قانون قصاص کی بھی یہی غایت ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ: ۱۷۹)

اور تمہارے لیے قانون قصاص میں زندگی ہے اے عقل والو تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

تمام شعائر الٰہیہ میں بھی یہی چیز مطلوب ہے۔

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (حج۔۳۲)

اور جو شعائر الٰہی کا احترام کرے تو بے شک یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

نزولِ قرآن کا سب سے اہم مقصد لوگوں کے اندر تقویٰ کی روح پیدا کرنا ہے۔

وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا

اور اسی طرح ہم نے اس کو عربی زبان میں نازل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (طٰہٰ: ١١٣)

کیا ہے اور اس میں ہیر پھیر کر وعید لائے ہیں تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

دوسری جگہ یوں مذکور ہے:۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ... قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (زمر: ٢٧-٢٨)

ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں عربی قرآن جس میں کسی طرح کی کجی نہیں تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

بنی اسرائیل کو بھی تورات دینے کا اصل مقصد اسی روح تقویٰ کا پیدا کرنا تھا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (بقرہ: ٦٣)

اور یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے اقرار کر لیا اور طور کو تمہارے اوپر لا لٹکایا (اور کہا) جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور اس میں جو کچھ ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

ایک دوسرے مقام پر یوں مذکور ہے:۔

خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (اعراف: ١٧٠)

جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے نہایت مضبوطی سے تھام لو اور اس میں جو کچھ ہے اسے یاد کرتے رہو تاکہ تمہیں تقویٰ حاصل ہو۔

تقویٰ والوں کی شناخت

یہ جان لینے کے بعد کہ تقویٰ اسلام کی بنیاد اور اس کی تمام تعلیمات کی روح اور غایت ہے، یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہلِ تقویٰ کے خصائص کیا ہیں؟ قرآنِ پاک نے اس سوال کا مختلف پیرایوں میں جواب دیا ہے۔

سورۂ اعراف میں ہے:۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ
مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ
مُّبْصِرُوْنَ ۝

جو تقویٰ والے ہیں جب کبھی شیطان کی طرف
کا کوئی خیال ان کو چھو بھی جاتا ہے تو فوراً
متنبہ ہو جاتے ہیں اور اسی دم راہِ صواب
دیکھ لیتے ہیں۔ (اعراف: ۲۰۰)

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ متقی ہر آن بیدار رہتا ہے۔ اس پر غفلت و نسیان نہیں طاری ہوتا اور اگر کبھی شیطانی چھوت لگ جاتی ہے تو فوراً خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور بھٹکے ہوئے قدم راہِ راست پر آجاتے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر متقین کے متعلق یوں ارشاد ہوتا ہے:۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ
اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ
فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ
الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا
لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ
اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا
فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف
لپکو جس کا پھیلاؤ جیسے آسمان و زمین کا پھیلاؤ
ہے، اُن اہلِ تقویٰ کے لیے تیار کی گئی ہے
جو خوشحالی اور تنگ دستی میں خرچ کرتے ہیں
غصہ کو روکتے اور لوگوں سے درگزر کرتے
ہیں اور نیکو کاروں کو خدا محبوب رکھتا ہے اور
وہ لوگ جب کوئی برائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا
اپنے اوپر ظلم کر جاتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے
اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور خدا کے
سوا گناہوں کا معاف کرنے والا ہے ہی کون؟
اور اپنی لغزشوں پر دیدہ و دانستہ ہٹ
نہیں کرتے۔ (آل عمران: ۱۳۲ - ۱۳۴)

مذکورہ بالا آیات میں متقیوں کی چند خصوصیات گنائی گئی ہیں:۔

اول یہ کہ ہر حال میں وہ انفاق کرتے ہیں نہ تو مال و دولت کی فراوانی میں غرورِ جاہ و مال سے اکڑتے اور غریبوں کو دباتے اور کچلتے ہیں اور نہ اس کی تنگی میں مایوس و نامراد ہو کر بے صبر ہوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی طرح جھنجلاتے اور کم ظرفوں کی طرح سر پیٹتے ہیں۔ بلکہ وہ ہر حالت میں اطمینانِ قلب کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو فیاضی سے کبھی نہیں روکتے۔

دوسری یہ کہ عفو جو نظام اخلاق کا شیرازہ ہے ان میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے یعنی انتہائی ہیجانِ نفس کے وقت بھی ان کی عقل معطل نہیں ہوتی۔ اس وقت بھی وہ اپنے جذبات کو پوری طرح قابو میں رکھنے پر قادر ہوتے ہیں اور مرکب کتنی ہی منہ زور اور سرکش ہو، لیکن ان کی چابکدستی اور کارروائی شکست نہیں کھاتی۔ وہ جب چاہتے ہیں نفس کی باگ اس طرف موڑ دیتے ہیں جدھر اس کو موڑنا چاہیے۔

تیسری یہ کہ وہ اپنی غلطیوں پر فوراً متنبہ ہو کر اصلاح کی فکر میں لگ جاتے ہیں اور یہ سب سے بڑی دولت ہے۔۔۔۔۔ نظام باطن کی اصلاح کے لیے اس کا وجود سب سے مقدم ہے اور سچ تو یہ ہے کہ بغیر اس کیفیت کے پیدا ہوئے تزکیۂ باطن ممکن ہی نہیں۔

چوتھی یہ کہ ان میں اعترافِ حق کی صفت ہوتی ہے اور یہ وہ صفت ہے جو اصلاح ذات البین کی منزل میں قدم اول ہے۔ اس کے بغیر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا نظام نہیں چل سکتا، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک مدت دراز سے یہ چیز مسلم جماعت کے اندر سے یک قلم جاتی رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے ہر ٹولی کی راہ دوسری سے الگ ہو گئی اور آپس میں اختلافات کی وہ گرم بازاری ہوئی کہ اسلامی نظامِ اتحاد کی ایک ایک اینٹ بکھر گئی۔ اور وہ قوتیں جو استیصال باطل میں کام آتیں حق کے استیصال میں سرگرمِ کار ہو گئیں۔

سورۂ زمر میں ہے:۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ	اور جو سچی بات لے کر آیا اور اس کو سچ جانا
بِہٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (زمر:۳۳)	یہی لوگ تقویٰ والے ہیں۔

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ حقیقی معنی میں متقی وہی ہیں جو سچائی کی تصدیق کرتے ہیں اور اس دعوت پر لبیک کہنے کے لیے تیار رہتے ہیں جس کی بنا حق وصداقت پر ہو۔

اگر اہلِ تقویٰ کے تمام خط وخال دیکھنے ہوں تو سورۂ بقرہ کی یہ آیتیں پڑھو۔

لَیْسَ الْبِرَّ۔۔۔۔۔ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ   نیکی یہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ بلکہ اصل نیکی ان کی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ
عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَابْنَ
السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ
الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ
وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ
حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (بقرہ: ۱۷۶)

جو اللہ اور روزِ آخرت اور فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مال کو اس کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا اور گردنوں کے چھڑانے میں دیا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے اور جب اقرار کرلیا تو اپنے قول کے پورے اور تنگی میں اور تکلیف اور ہلچل کے وقت میں ثابت قدم رہے یہی لوگ سچے ہیں اور یہی تقویٰ والے ہیں۔

محرکاتِ تقویٰ

تفصیل بالا سے تقویٰ والوں کی شناخت ہوگئی ہوگی اب دیکھنا یہ ہے کہ تقویٰ پیدا کیسے ہوتا ہے؟ اس کا جواب سورۂ آل عمران میں دیا ہے۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ
لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ
اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ
وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ
فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝
(آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱)

ضرور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کی گردش میں عقل والوں کے لیے براہین ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی ساخت میں غور کرتے ہیں (اور بے اختیار بول اٹھتے ہیں) کہ اے پروردگار تو نے یہ کارخانہ باطل نہیں پیدا کیا ہے تیری ذات پاک ہے پس اے رب تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ کا تعلق قلب سے ہے اور اس کا سرچشمہ فکر و نظر ہے یعنی انسان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب اس کائنات پر نظر ڈالتا ہے اور اس کی حکمتوں پر غور کرتا ہے تو اس کو نظر آتا ہے کہ یہ دنیا جس کا ذرہ ذرہ حکمت اور پروردگاری کی ایک زندہ شہادت ہے بیکار نہیں پیدا کی گئی ہے۔ ضرور اس کا انجام اور نتیجہ ایک دن ہمارے سامنے آئے گا اور اس دن وہ لوگ یقیناً تباہی میں پڑیں گے جنھوں نے اس بھید کو نہ سمجھا اور ساری زندگی نفس پروری اور عیش کاری کی سرمستیوں میں گذار دی۔

اہلِ تقویٰ کا درجہ بارگاہِ الٰہی میں

تفصیل بالا سے تقویٰ کے محرکات معلوم ہو چکے اب دیکھنا یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی میں ان کا کیا درجہ ہے؟ قرآنِ پاک نے متعدد جگہ اس سوال کا جواب دیا ہے۔ سورۂ بقرہ میں ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ (بقرہ: ۲۱۱)

جو لوگ منکر ہیں دنیا کی زندگی ان کو عمدہ کر دکھائی گئی ہے اور مسلمانوں کے ساتھ مسخرا پن کرتے ہیں حالانکہ جو لوگ پرہیزگار ہیں قیامت کے دن ان پر بالا ہوں گے۔

ایک دوسرے مقام پر ہے۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ (آلِ عمران: ۱۹۸)

لیکن جو لوگ خدا سے ڈرتے رہے ان کے لیے ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ خدا کی طرف سے اول تحفہ ہے اور جو خدا کے یہاں ہے نیکوکاروں کے لیے اس سے کہیں بہتر ہے۔

سورۂ آلِ عمران میں ہے۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

کہو کیا میں تم کو ان سے بہتر چیز بتاؤں؟ جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کے لیے ان کے پروردگار کے یہاں ایسے باغ ہوں گے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فِيهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ م بِالْعِبَادِ ○ (آلِ عمران : ۱۴)

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لیے پاک بیویاں ہوں گی اور خدا کی خوشنودی ہے اور خدا بندوں کے احوال سے خوب واقف ہے۔

اہلِ تقویٰ کے رتبہ کی بابت جو آیات اوپر ہم نے نقل کی ہیں ان سے ظاہر ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں اصلی عزت و سرخروئی انہی لوگوں کو ملے گی جنھوں نے دنیا میں بے لگام ہو کر زندگی نہیں بسر کی ہے بلکہ اپنی زندگی حدودِ تقویٰ کے اندر گذاری ہے، کبھی بھی حرم تقویٰ سے قدم باہر نہیں نکالا ہے۔

متقیوں کی تائید دنیا میں

اہلِ تقویٰ کی اصلی کامیابی کا ظہور تو قیامت میں ہوگا جس دن ان کی کامیابی میں کوئی دوسرا شریک نہ ہوگا، لیکن اس دنیا میں بھی وہ زندگی کی منازل میں خدا کی تائید سے محروم نہیں ہوتے۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ (حٰم سجدہ : ۱۷)

اور رہے ثمود تو ہم نے ان کو رستہ دکھلایا تھا مگر انھوں نے سیدھا رستہ چھوڑ کر گمراہی ... اختیار کی آخرکار ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کو ذلت کے عذاب کی کڑک نے پکڑ لیا اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی۔

یعنی صلحا ثمود تو عذابِ الٰہی سے نجات پاتے ہیں، لیکن باغیان ثمود تباہ کر دیے جاتے ہیں، کیونکہ خدا کے قانون میں ان لوگوں کے لیے زندگی نہیں ہے جو اس کی زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ وہ صرف ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے قائم کیے ہوئے حدود اور کھینچے ہوئے خطوط سے باہر نکل جانے کے لیے سرکشی نہیں کرتے۔ سورۂ نحل میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ○ (نحل : ۱۲۸)

ضرور خدا اہلِ تقویٰ اور بہترین اعمال والوں کے ساتھ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سورہ اعراف میں ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا الآیہ (اعراف: ۹۶)

اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے ان پر کھول دیتے مگر انھوں نے تکذیب کی۔

آیت ذیل اس باب میں بالکل فیصلہ کن ہے۔

قَالَ مُوْسٰى اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔ (اعراف: ۱۲۸)

موسیٰ نے کہا خدا سے نصرت کے طالب ہو اور ثابت قدم رہو اس لیے کہ زمین خدا کی ہے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور انجام کار اہلِ تقویٰ کے لیے ہے۔

(الاصلاح، فروری، مارچ ۱۹۳۷ء)

ضروری اپیل

ادارہ علوم القرآن کے پیشِ نظر جو منصوبے ہیں ان میں قرآنی علوم پر ایک اچھی لائبریری کا قیام بھی شامل ہے۔ وسائل کی کمی کے باوجود بحمد اللہ بنیادی کتابوں کی فراہمی کا کام شروع کیا جا چکا ہے۔ قرآنی علوم کی کتابوں کے علاوہ علمی رسائل خصوصاً ماہنامہ ''الاصلاح'' کی فائلوں کی فراہمی لائبریری کی ایک بڑی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں اہلِ علم اور اصحابِ خیر حضرات سے خصوصی طور پر تعاون کی درخواست ہے۔

© rasailojaraid.com